رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴	مطابق ۱۷ ؍ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۲۲ ؍ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء	نمبر ۷۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

ایام زیر رپورٹ کی مسرت انگیز خبر جناب صوفی غلام محمد صاحب کی آمد ہے ۔ جس کا مفصل ذکر ناظرین اگلے کالموں میں پڑھیں گے ؛

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل گوردکل کانگڑی میں ہونیوالی مذہبی کانفرنس میں الہامی کتاب پر مضمون پڑھنے کے لئے گئے ہیں ؛

طلباء مدرسہ احمدیہ و متعلمین نے ۱۹ ؍ مارچ جناب صوفی صاحب کو دعوت چاء دی ۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی بہت سے اصحاب مدعو تھے ۔ جناب صوفی صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے ۔ جن کے جواب میں انہوں نے مختصر تقریر فرمائی ۔ چونکہ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا تھا ۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ تقریر نہ فرما سکے ۔ مفصل آیندہ ۔

جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے مبلغ ماریشس کا قادیان میں ورود

چونکہ اطلاع پہنچ چکی تھی ۔ کہ جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے ۱۹ ؍ مارچ دوپہر کی گاڑی سے بٹالہ اتر کر قادیان کے لئے روانہ ہونگے ۔ اس لئے تین بجے بعد دوپہر قصبہ سے قریباً دو میل باہر قادیان کی چھوٹی سڑک اور بٹالہ کی سڑک کے مقام اتصال پر استقبال کا وقت مقرر ہوا ۔ اور باوجود روزہ داری کے بہت بڑا مجمع ہو گیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بہ نفس نفیس اپنے مجاہد کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے ۔ مقام استقبال پر احباب کو دو رویہ قطاروں میں کھڑا کر دیا گیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ قطاروں کے آگے تشریف فرما تھے ۔ صوفی صاحب جب مجمع کے قریب آئے ۔ تو ان کی متجسس نگاہیں اپنے محبوب خلیفہ کے لئے مضطربانہ گردش کرنے لگیں ۔ اور جب حضور نظر آئے ۔ تو صوفی صاحب نے آگے بڑھ کر مصافحہ پھر لپٹ کر معانقہ

کیا۔ اس وقت کا سماں عجیب سماں تھا۔ اگر صوفی صاحب کے خوشی کے آنسو قریب کے لوگوں کے دلوں میں طوفان پیدا کر رہے تھے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی چشم ہائے پُرنم بہ جانے والے آنسوؤں کو قابو میں رکھ کر ضبط کا سبق پڑھا رہی تھیں۔ معانقہ کے بعد خیر و عافیت دریافت فرمائی۔ اور بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی نے جو صوفی صاحب کے استقبال کے واسطے بمبئی تک گئے تھے صوفی صاحب کے لڑکوں کو حضور کے پیش کیا۔ حضور نے انہیں پیار کیا۔ صوفی صاحب نے پہلے ایک قطار کے احباب سے مصافحہ کیا۔ اور پھر پلٹ کر دوسری قطار سے۔

سید ناصر شاہ صاحب اور ڈاکٹر فضل الدین صاحب کیمرے ہمراہ لے گئے تھے۔ جنہوں نے مصافحوں کے بعد سب مجمع کا فوٹو لیا۔ حضور کے ساتھ صوفی صاحب کو کھڑا کیا گیا۔ اس کے بعد حضور واپس روانہ ہوئے۔ اور اثنائے راہ میں احباب ماریشس کا احوال دریافت فرمایا۔ وہاں کے تبلیغی حالات پوچھے۔ چونکہ صوفی صاحب کچھ تو لمبے سفر کی وجہ سے تھکے ماندے تھے۔ اور کچھ ان کی عادت آہستہ چلنے کی معلوم ہوتی ہے آہستہ چلنے لگے جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا۔ کہ انہیں ساتھ میں چلنے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ تو اپنی رفتار بہت کم کر دی اور آہستہ آہستہ چلنے لگے۔

بارہ سال عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ جس میں صدہا تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر کائنات کے تبدلات کو الگ بھی رکھ لیا جائے تو بھی ہیولائے انسانی کے تغیرات اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ جو اس عرصہ میں رنگ ڈھنگ۔ قطع وضع۔ چال ڈھال۔ عادات و اطوار میں ضرور فرق پیدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے اگر اتنے عرصہ کے بعد دو بچھڑے پھر ملیں۔ تو خواہ وہ مدت مدید تک ہم پیالہ و ہم نوالہ کیوں نہ رہے ہوں۔ ایک دوسرے کو یک لخت نہیں پہچان سکتے یہی حال صوفی صاحب کا تھا۔ جن دوستوں سے وہ بارہ سال جدا رہے۔ جب ان سے ملتے اور مصافحہ کرتے۔ تو پہلی نگاہ میں نہ پہچان سکتے۔ اور عموماً تعارف کرانے کی ضرورت پڑتی۔ آپ کی اس حالت کو مشاہدہ کر کے حضور نے مسکراتے ہوئے ان سے فرمایا آپ مجھ سے بھی جھجک کر ملے ہیں۔ شاید آپ نے مجھے بھی نہیں پہچانا۔ قادیان پہنچ کر صوفی صاحب مسجد مبارک میں نماز عصر تک رہے۔ اور نماز پڑھنے کے بعد گھر تشریف لے گئے۔

صوفی صاحب کے ہمراہ ایک نوجوان احمد حسن صاحب تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ماریشس جانے سے پہلے جن اصحاب نے صوفی صاحب کو دیکھا ہوا ہے۔ وہ سمجھ لیں۔ سوائے سیاہ بالوں کی سفید آ جانے کے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ طرز لباس بھی وہی طرز رفتار بھی وہی۔ طرز گفتار۔ قد و قامت۔ اور سادگی بھی وہی لوگ جو مسیحائے زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کا اثر ہے۔ کہ نفس مر گئے۔ اور دل زندہ ہو گئے۔ دنیا ترک ہو گئی۔ اور دین میسر آ گیا۔ صوفی صاحب جس سادگی سے تشریف لے گئے تھے اسی سادگی کے ساتھ واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی خدمت دین کے مواقع عطا فرمائے۔

جناب صوفی صاحب کا سفر بمبئی سے بٹالہ تک

حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مجاہد فی سبیل اللہ معہ اپنی اہلیہ مکرمہ۔ ایک لڑکی اور چار لڑکوں کے ۱۲ مارچ کی صبح کو جہاز سینتھیا سے بمبئی پہنچے۔ ان کے ہمرکاب میاں نظام الدین صاحب ٹیلر اور مسٹر احمد حسن آئے ہیں۔ یہ نوجوان بغرض حصول تعلیم دین اپنے وطن سے آئے ہیں۔

بمبئی میں سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب تاجر چتری نے نہایت محبت اخلاص اور ایثار کا نمونہ دکھایا۔ اور تین روز تک سارے قافلہ کو اپنے مکان پر رکھا۔ سامان سفر کی درستی وغیرہ میں اپنے ملازموں کے ذریعہ اور بعض دوسرے کاموں میں اپنی محبت اور اپنے عزیز بچوں کی خدمات پیش کر کے بہت آرام پہنچایا۔ مقامی جماعت بمبئی کے دوست بھی معہ بال بچوں کے ملاقات کو مکان پر آئے۔ اور ہر ایک نے اخلاص اور تواضع کا اظہار کیا۔ چاء اور کھانے سے بھی خدمت کی۔ سفر کی کوفت سے افاقہ ہونے پر ۱۴ مارچ کی شام کو بعزم دارالامان یہ قافلہ روانہ ہوا۔ بمبئی کے دوست ریلوے سٹیشن تک آئے۔ اور روانگی تک موجود رہے۔ دہلی کے سٹیشن پر سید محمد اشرف صاحب۔ سید عبد الحی صاحب اور بابو عبد الحمید صاحب سیکرٹری تبلیغ سے ملاقات ہوئی۔

چھاؤنی فیروزپور پر جماعت احمدیہ فیروزپور کے اکثر دوست صبح کی نماز سے پہلے آئے ہوئے تھے۔ ملاقات و سلام مسنون اور اہلاً و سہلاً و مرحبا کے محبت آمیز کلمات کے بعد دوستوں نے چاء اور پھلوں سے قافلہ کی تواضع کی۔ اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر ایک محبت بھرا ایڈریس جو خوبصورت چوکھٹے میں جڑا ہوا تھا لگوایا گیا تھا۔ مجاہد اسلام خادم سلسلہ صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اور پڑھ کر سنایا۔ تمام دوست چھاؤنی کے سٹیشن سے شہر کے سٹیشن تک ساتھ آئے۔

سٹیشن شہر فیروزپور پر بھی چند دوست استقبال کے لئے موجود تھے قصور سٹیشن پر جماعت احمدیہ قصور موجود تھی۔ جس نے نہایت محبت شوق و خلوص کا اظہار کیا۔ اور قافلہ کی چاء اور مٹھائی سے تواضع کی۔

پٹی سٹیشن پر پٹی کے احمدی دوست موجود تھے۔ پیار سے ملے اور محبت سے گفتگو کی۔ کچھ حالات سُنے۔ اور بچوں کو مٹھائی پیش کی امرتسر سٹیشن پر جماعت کے مخلص احباب موجود تھے۔ جنہوں نے قافلہ کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ گاڑی چونکہ لیٹ تھی۔ اور بٹالہ کی گاڑی کا سگنل ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے زیادہ دیر تک گفتگو کا موقعہ احباب کو نہ مل سکا۔ احباب نے پھل میوہ پیش کیا۔

سٹیشن بٹالہ پر جماعت احمدیہ بٹالہ نے استقبال کیا۔ اور قافلہ کو احمدیہ مہمان خانہ میں دو گھنٹہ ٹھہرا کر طعام کی دعوت دی۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب معہ منشی عبد الرحمن صاحب صوفی حافظ غلام محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کے خاندان سمیت بٹالہ آئے ہوئے تھے۔ بٹالہ میں ملے۔

خاکسار عبد الرحمن قادیانی

اخبار احمدیہ

دُعا بذریعہ تار کرنیوالے جو دوست حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ تار دُعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ ان کا تار ملنے پر حضور ان کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ چونکہ تار بھیجنے والے کا مکمل پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے بعض احباب کے تار کا جواب نہیں دیا جا سکتا ایسی حالت میں دفتر ڈاک کو معذور سمجھا جائے۔

خاکسار مصباح الدین۔ اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

احمدیہ گزٹ کئی خط آ رہے ہیں۔ کہ نمبر ۱۲ احمدیہ گزٹ میں ۲۱ تا ۳۶ صفحات ہیں۔ ۱ تا ۲۰ صفحے نہیں ملے۔ حالانکہ یہ صفحات نمبر ۱۲ گزٹ مجریہ ۹ فروری میں بھیجے گئے تھے۔ شکایت کرنے سے پہلے اپنا فائل دیکھ لینا چاہیئے۔ مینیجر احمدیہ گزٹ قادیان

فارم بیعت انجمن احمدیہ پشاور نے بیعت فارم چھپوائے ہیں۔ جن میں مختصر طور پر عقائد احمدیہ کا بھی ذکر ہے۔ اگر کسی کو ضرورت ہو تو مفت منگوا سکتے ہیں۔ اسی طرح پشتو کا لٹریچر بھی کسی کو ضرورت ہو تو منگوا سکتے ہیں پتہ یہ ہے:۔

میاں احیاء الدین پریذیڈنٹ انجمن شبان الاحمدین مسجد احمدیہ پشاور

جماعت احمدیہ کوٹڑی کا اعلان کچھ عرصہ سے کوٹڑی میں جماعت قائم ہوئی ہے۔ سنا گیا ہے کہ کوٹڑی اور حیدرآباد کے گرد و نواح میں بہت سے احمدی احباب ہیں باعث مشکوری ہوگا۔ اگر کوٹڑی اور حیدرآباد کے نواح کے احباب اپنے مفصل پتہ سے خاکسار کو اطلاع دیں کہ ضروری احکام آمدہ دارالامان ان تک پہنچا سکا کروں۔ خاکسار فیض محمد گارڈ ریلوے سیکرٹری انجمن احمدیہ کوٹڑی

درخواست دُعا میرے مقدمہ کی تاریخ عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں ۲۸ مارچ ۱۹۲۷ء مقرر ہوئی ہے۔ احباب رمضان کے مبارک دنوں میں دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ کامیابی عطا فرماوے۔

خاکسار چراغ الدین احمدی نمبردار چک علاء ۲۷ گوکھووال

(۲) یہ عاجز تین سال سے قائمقام انسپکٹر ہے۔ اور بوجہ غیر مستقل ہونے کے کئی ایک محکمانہ الجھنوں اور تکالیف میں مبتلا رہتا ہے ماہ رمضان المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ۔ قادیان دارالامان ۲۲ مارچ ۱۹۲۷ء

ماریشس کے کامیاب و بامراد مجاہد کی تشریف آوری

جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے کی آمد

فدائے ملت اور عاشق احمدیت جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے کی جزیرہ ماریشس میں مسلسل کئی سال کامیاب اور لائق تحسین خدمات دین سرانجام دینے کے بعد بفضل خدا مرکز احمدیت میں واپسی ہماری جماعت کے لئے اپنے اندر اس قدر سامان مسرت و خوشی رکھتی ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ کی دینی قربانی اور ایثار کا نمونہ اس قدر دلکش اور اتنا اعلیٰ ہے۔ کہ جماعت کے نوجوانوں کے لئے اسے خضرراہ کہا جا سکتا ہے۔

ہمیں وہ گھڑی خوب اچھی طرح یاد ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دردمندانہ دعاؤں اور قلبی تمناؤں کے ساتھ ہی جناب صوفی صاحب کو قادیان سے روانہ فرمایا تھا۔ اسی وقت یہ اندازہ کرنا کوئی زیادہ مشکل نہ تھا۔ کہ جناب صوفی صاحب اپنے اخلاص اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہونگے چنانچہ "الفضل" نے ان کی روانگی پر جو مضمون شائع کیا۔ اس میں یہ الفاظ لکھے:۔

"وہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ خلافت محمود کا مظفر کردہ اور فضل عمر کا اپنی خاص دعاؤں کے ساتھ بھیجا ہوا واعظ انشاء اللہ خصوصیت کے ساتھ کامیابی کا تاج پہنے گا۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب و بامراد ہوگا"

(الفضل ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء)

آج جب ہم جناب صوفی صاحب کو اپنے درمیان موجود پاکر ان کے ان مجاہدانہ کارناموں پر نظر کرتے ہیں جو انہوں نے قادیان سے تشریف لے جانے اور اب واپس ہوگئے۔ اور جب ان کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہیں تو فی الواقعہ "خصوصیت کے ساتھ کامیابی کا تاج" ان کے سر پر دکھائی دیتا

آپ نے کے عرصہ میں سرانجام دئے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو

ہے جس کے لئے ہم انہیں مبارکباد کہتے ہوئے اس خدائے یگانہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جو اپنے کمزور اور ناتواں بندوں کے ہاتھوں عظیم الشان کام سرانجام دلاتا اور ہر حالت میں ان کی مدد اور نصرت فرماتا ہے۔ کہ اسی نے جناب صوفی صاحب کو کامیابی بخشی اور ہر گھڑی اور ہر لحظہ انہیں اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھا۔

جناب صوفی صاحب کے ماریشس جانے کی تحریک اس طرح پیدا ہوئی تھی۔ کہ وہاں کے چند ایک درد مند بھائیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی۔ کہ اس علاقہ میں کوئی خاص مبلغ بھیجا جائے۔ یہ درخواست جس وقت دربار خلافت میں پہنچی۔ وہ ایسا زمانہ تھا۔ جب سلسلہ کے اندرونی مخالفین بڑے سازوسامان کے ساتھ آمادہ پیکار تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ خلافت احمدیہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیں۔ ایسی حالت میں قابل کارکنوں کی جس قدر مرکز میں ضرورت ہوسکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ لیکن جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باوجود اپنے خلاف بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو جانے اور منافقوں کی کثیر تعداد کے سرکشی اختیار کر لینے کے اسامہ رضی اللہ عنہ ابن زید کے ماتحت اسلامی لشکر کو جنگ کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اسی طرح اولو العزم حضرت فضل عمر نے بھی باوجود مرکزی ضروریات کے داعی ہونے کے جناب صوفی صاحب کا بھیجنا تجویز فرما دیا۔ جنہیں اس بارے میں یہ بشیر رؤیا بھی دکھائی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ اور خوش خوش دریافت فرمایا۔ "وہ کب روانہ ہوں گے"

تجویز کے تھوڑے ہی دنوں بعد تیاری ہوگئی اور ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت کے سب سے پہلے مجاہد کو خاص دعاؤں کے ساتھ روانہ فرما دیا۔

چونکہ انہی دنوں کولمبو میں بھی احمدیت کا چرچا شروع ہوگیا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ جناب صوفی صاحب کچھ دن وہاں ٹھہرنے کے بعد آگے روانہ ہوں۔ چنانچہ صاحب موصوف وہاں پہنچے۔ اور مئی کے آخر تک وہاں ٹھہرے۔ اس عرصہ میں ان کی متعدد تقریریں وہاں ہوئیں۔ جو بہت پسند کی گئیں۔ اور ان کا بڑا اثر ہوا۔ اس کے علاوہ دن رات احمدیت کے متعلق مجلسی گفتگو بھی جاری رہتی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صرف تین ماہ کے نہایت قلیل عرصہ میں تیس کے قریب سمجھدار اور تعلیم یافتہ اصحاب احمدیت میں داخل ہوگئے جماعت احمدیہ قائم کر دی گئی۔ عہدہ دار مقرر ہوگئے۔ اور ماہواری چندہ کا انتظام کر دیا گیا۔

عہد خلافت ثانیہ کے سب سے پہلے مبلغ صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی اے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء کو ماریشس روانہ ہوئے اور ۱۹ مارچ ۱۹۲۷ء کو قادیان واپس تشریف لائے

یہ پہلی کامیابی تھی۔ جو جناب صوفی صاحب کو راستہ میں ہی خدا تعالیٰ نے بخشی۔ اور اس چھوٹی سی جماعت نے گذشتہ چند سالوں میں اپنے اخلاص اور استقلال کے جو نمونے دکھائے۔ اور مخالفین کی ایذا رسانیوں کا جس پامردی سے مقابلہ کیا۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے ۔

کولمبو سے روانہ ہو کر جون ۱۹۲۵ء میں جناب صوفی صاحب نے جزیرہ ماریشس کے کنارہ لنگر ڈالا۔ اور پھر اس انہماک و استقلال سے خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ کہ اس وقت تک جبکہ مرکز سے انہیں واپسی کے لئے لکھا گیا۔ کبھی اس بات کا خیال بھی نہ آیا۔ کہ جہاں انہوں نے روحانی زندگی کے لطف اٹھائے اور جہاں ان کے روحانی اور جسمانی تعلقات پیدا ہوئے۔ وہاں جانے کا نام بھی لیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ آپ کو قادیان سے محبت نہ تھی۔ اس لئے نہیں۔ کہ آپ کے لئے قادیان میں دینی اور دنیوی وابستگی کے سامان نہ تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ قادیان میں آپ کو چاہنے والے اور آپ ان کے چاہنے والے نہ تھے۔ اور اس لئے بھی نہیں۔ کہ قادیان سے زیادہ آپ کو کہیں اور روحانی اور قلبی اطمینان و آرام مل سکتا تھا۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ آپ اس خدا کے دین کی اشاعت کے لئے نکلے تھے۔ جو سب پیاروں سے زیادہ پیارا ہے۔ اور جس نے محض اپنے فضل و کرم سے احمدیت کی نعمت سے بہرہ ور کیا تھا۔ پھر اس محبوب کے ارشاد کے ماتحت عزیزوں اور پیاروں سے جدا ہوئے تھے۔ جس کے حکم کی تعمیل دین و دنیا کی فلاح کا موجب ہو سکتی ہے۔ یہی بات تھی جس کے حقیقی عرفان نے جناب صوفی صاحب کو ماریشس میں پہاڑ کی طرح مستحکم کر دیا تھا۔ آپ وہاں کچھ عرصہ تو تنہا رہے۔ اور پھر اپنے اہل و عیال کو بھی وہاں بلا لیا۔ جنہوں نے نہایت صبر و شکر اور خوشی و خرمی کے ساتھ طویل عرصہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر غیر ملک میں گذارا۔ اور اس طرح ثواب عظیم کے مستحق ہوئے ۔

جناب صوفی صاحب کو ماریشس میں خدا تعالیٰ نے جس قدر کامیابی عطا فرمائی۔ وہ بہت ہی بے نظیر ہے۔ مخلص اور محب احباب کی ایک بڑی جماعت آپ کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی جس نے احمدیت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ اپنے اموال صرف کئے۔ وہاں جانی اور بدنی لحاظ سے بھی مخالفین کی ایذائیں برداشت کرنے میں نمونہ استقلال دکھایا۔ امید ہے۔ ہم جناب صوفی صاحب سے ماریشس کے متعلق مختصر مگر ضروری حالات اور واقعات لکھا کر الفضل میں شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس وقت صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ "ماریشس میں احمدیت" سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک نہایت روشن اور شاندار باب ہے۔ جس کے عنوان پر جناب صوفی صاحب اور شہید احمدیت مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کے نام سنہری حروف میں کندہ ہیں۔

جناب صوفی صاحب کو جس طرح یہ خصوصیت حاصل تھی۔ کہ آپ کو خلافت ثانیہ کے عہد میں سب سے اول دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔ اسی طرح آپ کی یہ بھی خصوصیت ہے۔ کہ آپ جماعت احمدیہ کے تمام مبلغین سے جو اس وقت باہر بھیجے گئے۔ زیادہ عرصہ یعنی بارہ سال تبلیغ دین میں مسلسل صرف کرنے کے بعد تشریف لائے ہیں۔ اور آپ نے اس عہد کو پورا کرنے کی بھی سعادت حاصل کی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور کیا تھا۔ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش ظاہر فرمائی۔ کہ چند لوگ اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے پیش کریں۔ اس پر صوفی صاحب نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور اب خلافت ثانیہ کے عہد سعادت مہد میں اس عہد کو اس جوانمردی اور بلند ہمتی کے ساتھ پورا کیا۔ جس کے متعلق بے اختیار جزاک اللہ اور مرحبا منہ سے نکل رہا ہے۔

اس وقت جبکہ جناب صوفی صاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب اور بامراد مرکز میں لوٹے ہیں۔ ہم تمام جماعت کی طرف سے انہیں اور ان کے اہل و عیال کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ نیز ان کے سارے خاندان کو بھی مبارکباد کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اور ان کی اولاد کو اپنے الطاف و عنایات کا مورد بنائے اور ہماری جماعت میں ان سے بھی بڑھکر خدمات دین سر انجام دینے اور خدا کی راہ میں اپنے آپ کو زندہ شہید ثابت کرنے والے پیدا کرے۔ آمین ۔

جماعت احمدیہ کا ایڈریس اور غیر مبایعین

غیر مبایعین کی انجمن اشاعت اسلام کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہمیں ایک چٹھی موصول ہوئی ہے۔ جو دیگر اخبارات کے علاوہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمایندہ لاہور کو خاص طور پر بھیجی گئی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں۔ نمایندہ مذکور نے حسب الارشاد جناب سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام تار کے ذریعہ اپنی "غلطی کی اصلاح" کی ہے یا نہیں۔ اور اخبارات میں سے بھی صرف "میونسپل گزٹ" لاہور میں یہ چٹھی ہماری نظر سے گذری ہے۔ لیکن ہم اس بارے میں ان کے حکم کی تعمیل ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ایڈیٹوریل کالموں میں اس "غلط فہمی" کو رفع کئے دیتے ہیں۔ جس کی نسبت وہ لکھتے ہیں :-

"کئی ایک خطوط اس کے متعلق ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ اور حیرت و استعجاب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا بات ہے"۔

بخیال سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام انکی "جماعت" کے متعلق یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ ماہ حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے نمایندوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت جو ایڈریس پیش کیا۔ اس کے متعلق سمجھا گیا ہے کہ "یہ ایڈریس سب جماعت احمدیہ کی طرف سے تھا"۔ اگر نمایندہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے تار سے اس قسم کی غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔ تو اس کا ازالہ اس قسم کی تحریروں سے خود بخود ہی ہو جانا چاہیئے تھا۔ جیسی "زمیندار" وغیرہ اخبارات میں اسی وقت اس طرح کے عنوان سے شائع ہوئی تھیں کہ "وائسرائے کے دربار میں قادیانی وفد" (زمیندار یکم مارچ) اور اس کے لئے سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام لاہور کو تکلیف فرمانے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر انہوں نے چٹھی لکھنی ضروری سمجھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے انکی اصل غرض مزعومہ "غلط فہمی" کو دور کرنا نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ اور وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے :-

"اس ایڈریس میں کئی ایک ایسی باتیں ہیں۔ جو ہم نہیں چاہتے کہ کسی طرح ہماری جماعت کی طرف منسوب ہوں۔ مثال کے طور پر یہ استدعا کہ احمدیہ جماعت کو لیجسلیٹو کونسلوں اور ملازمتوں میں خاص مراعات دی جائیں۔ یعنی ایک قسم کی جداگانہ نیابت"۔

یہ بات جو مثال کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ اور جس میں لفظ "یعنی" کا سہارا لیکر اپنی منشاء کے مطابق مفہوم پیدا کیا گیا ہے۔ سراسر غلط ہے۔ ایڈریس میں قطعاً یہ استدعا نہیں کی گئی۔ کہ "جماعت احمدیہ کو لیجسلیٹو کونسلوں اور ملازمتوں میں خاص مراعات دی جائیں" اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے جس تار کی اصلاح کے نام سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی اس امر کا کوئی ذکر نہیں کہ احمدیوں نے "ایک رنگ کی جداگانہ نیابت" کا مطالبہ کیا۔ پھر کس طرح مان لیا جائے۔ کہ اس قسم کی کوئی "غلط فہمی" غیر مبایعین کے متعلق پیدا ہوئی۔ اور اس کے ازالہ کے لئے انہیں ایک خاص چٹھی چھپوانے کی ضرورت پیش آئی کیا یہ حیرت کی بات نہیں۔ کہ جناب سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام نے مثال پیش کرتے ہوئے ہمارے ایڈریس کی طرف وہ بات منسوب کی جو نہ صرف اس میں نہیں ہے بلکہ اس کی تردید موجود ہے۔ یعنی ایڈریس میں نہ صرف "خاص مراعات" طلب نہیں کی گئیں۔ بلکہ کوئی "خاص رعایت" لینے سے بھی انکار کیا گیا۔ چنانچہ صاف طور پر کہا گیا ہے :-

"ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ احمدیوں کی ان کی وفاداری کی وجہ سے کوئی خاص رعایت کی جائے۔ کیونکہ ہماری وفاداری مذہبی فرائض کی وجہ سے ہے نہ کہ گورنمنٹ سے کچھ حاصل کرنے کے لئے"۔

ہاں ایک بات ضرور کہی گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ :-

"ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مختلف صوبجات کی گورنمنٹوں کو ہدایت کی جائے۔ کہ احمدیت کسی پبلک عہدہ یا آنریری کام کے حصول کے لئے روک نہیں ہونی چاہیئے"۔

اگر اس بات سے سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام کے نزدیک ان کی انجمن کے خلاف "غلط فہمی" اور "بڑی غلط فہمی" پیدا ہوئی ہے۔ اور ان کے "وقار" کو اس سے نقصان پہنچا ہے تو ہم بڑی خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ یہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی تقریر بریڈلا ہال لاہور میں

ہندو مسلم فسادات ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل

(گذشتہ سے پیوستہ)

وقت کے لحاظ سے مسلمانوں کا فرض

مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے۔ شدھی اور سنگھٹن کے ذریعے ہندو کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جب دوسری قومیں انہیں مٹانا چاہتی ہیں۔ تو مسلمانوں کو ہشیار ہو جانا چاہیئے۔ شدھی اور سنگھٹن نے مسلمانوں پر ایک اثر ڈالا ہے۔ اور یہ اثر جہانتک میں دیکھتا ہوں بہتر ہے۔ پس اگر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کا احترام ہے۔ تو انہیں بیدار ہو جانا چاہیئے۔ لیکن میں ساتھ ہی کہونگا۔ کہ شدھی اور سنگھٹن سے مسلمانوں کو جوش میں بھی نہیں آنا چاہیئے۔ بلکہ انہیں اپنا فرض پہچاننا چاہیئے۔ انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اگر ملکانہ شدھ ہو رہے ہیں تو ہمیں کیا۔ کیونکہ آج اگر ملکانہ شدھ ہو جائیں تو کل دوسروں کی باری بھی آ جائیگی۔ پس اس سے بے پروا نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ملکانوں کو شدھ ہونے سے نہ بچایا گیا تو کل دوسرے بھی ہو جائیں گے۔ اگر ایک دیوار کے نیچے سے ایک اینٹ نکال لیں۔ تو پھر دوسری آسانی کے ساتھ نکل سکتی ہے۔ تیسری آپ ہی نکل آتی ہے۔ پھر چوتھی پانچویں غرضکہ ایک وقت آتا ہے دیوار کی دیوار ہی گر پڑتی ہے۔ پس ملکانوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ اور ہمیں اس فرض کے پورا کرنے میں ذرا غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔

سرحد پر گھوڑے باندھو

اگر اسلام کی تڑپ ہے۔ اگر چاہتے ہو۔ اسلام ترقی کرے۔ اگر چاہتے ہو مسلمان مسلمان رہیں۔ اور دوسری قوموں میں جذب ہونے سے بچے رہیں۔ تو خود مسلمانوں کو چاہیئے مسلمان بن کر رہیں اسلام کا کوئی حکم نہ ہو۔ جسے وہ کر سکتے ہوں اور نہ کریں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ آج اگر کل کی فکر کروگے تو کامیابی ہوگی۔ کل جو آنے والا ہے۔ اور جس کی تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہوگا۔ اس کی آج فکر کرو کیونکہ آج اگر اس کی فکر کروگے تو کل کا فکر کم ہو جائے گا۔ آج جو تمہارے ساتھ ہو رہا ہے اس کی فکر کرو۔ اور اس کے علاج کی طرف توجہ کرو تا آج کا بھی علاج ہو اور کل کا بھی۔ آج ملکانے شدھ کئے جا رہے ہیں۔ ان کو بچاؤ گے نہیں۔ تو کل دوسرے لوگ شدھ ہونگے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران ع ۲۰) مومن کو سرحد پر گھوڑے باندھنے چاہئیں یعنی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ہندوستان میں ادنےٰ اقوام ہماری سرحد ہیں۔ ہمیں چاہیئے اپنی سرحد پر گھوڑے باندھیں اور ان کی حفاظت کریں۔ اگر دشمن نے اس سرحد پر قبضہ پا لیا اور ادنیٰ اقوام کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ تو پھر جیسے دشمن سرحد سے گذر کر وسط ملک میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہندو ادنےٰ اقوام سے گذر کر اعلےٰ طبقوں تک پہنچ جائیں گے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم ہوشیاری کے ساتھ سرحدوں کی حفاظت کریں۔ اور ادنیٰ اقوام کو جو ہماری سرحد ہیں۔ ان لوگوں کی دستبرد سے بچائیں ملکانے بھی ہماری سرحد ہیں۔ ان کو بچانا بھی ہمارا اہم فرض ہے۔ اسلام کی حفاظت اور اشاعت ہمارے بڑے فرض ہے مسلمانوں کو چاہیئے۔ اس ذمہ داری کو جو بطور فرض ان کے سر پر ہے پوری کریں۔ اور خود بھی مسلمان بن کر رہیں۔ اور کمزور مسلمانوں اور ادنےٰ اقوام کے مسلمانوں اور دوسرے ادنےٰ لوگوں کی بھی حفاظت کریں۔ اگر مسلمان ہوشیار نہ ہوئے اور اپنی ذمہ واری کو پورا کرنے کی انہوں نے کوشش نہ کی۔ تو کم سے کم میں خدا کے سامنے یہ کہہ سکوں گا۔ کہ میں نے بریڈلا ہال لاہور میں ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو کہہ دیا تھا۔ اور لوگوں کو ان کا فرض یاد دلا دیا تھا۔ لیکن اے خدا تیرے بندے غفلت میں رہے۔ اور انہوں نے اسکی پروا نہ کی۔

مسلمانوں کا آئندہ طریق کار

اب میں چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے لئے آئندہ کے واسطے وہ طریق عمل بتاؤں۔ جس پر انہیں چلنا چاہیئے۔ اور جس کی انہیں از حد ضرورت ہے۔ میں اس وقت بالکل صاف دلی سے باتیں کر رہا ہوں۔ شائد بعض لوگ بدظنی کریں۔ مگر مجھے اس کی فکر نہیں۔ کیونکہ ہم پر ہمیشہ بدظنی کی گئی۔ اور برا بھلا کہا جاتا رہا لیکن مجھے اس کی فکر ہے کہ مسلمان بدظنی کرتے ہوئے کہیں ان باتوں کی پروا نہ کریں۔ جو میں انہیں بتاؤں۔ میں ان سے یہ کہنے کے بعد کہ بدظنی نہ کریں۔ یہ بات بتاتا ہوں۔ کہ سب سے پہلی اور آخری تدبیر کامیابی اور حفاظت کی جو ہے یہ ہے۔ کہ پکے مسلمان ہو جاؤ۔

ہر کام میں تدبیر

سب سے پہلی بات جو میں نے کہی۔ کہ پکے مسلمان بن جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بات جو بتاتا ہوں اور وہ بھی از حد ضروری ہے وہ ہے تدبیر۔ تدبیر سے کام لینا مسلمانوں کا خاص کام ہے۔ اور مسلمان جانتا ہے۔ اور میں بالخصوص یہ کہتا ہوں۔ کہ ہمارا مذہب تدبیر سکھاتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ خود تو کچھ نہ کرو اور امید رکھو کہ سب کچھ ہو جائے گا۔ مسلمانوں کا مذہب اس بات کا حامی نہیں۔ بلکہ اس بات کا حامی ہے کہ ہر موقعہ پر تدبیر سے کام لینا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان کو تدبیر کرنی چاہیئے چنانچہ آپؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ اور اپنا اونٹ باہر چھوڑ آیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارا اونٹ کہاں ہے اس نے عرض کی اللہ کے توکل پر اسے باہر ہی چھوڑ آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ پہلے اسے رسہ سے مضبوط باندھو اور پھر اللہ تعالےٰ پر توکل رکھو۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو تدبیر کی تعلیم دینا چاہتے تھے۔ کہ انسان کا کام اور بالخصوص ایک مسلمان کا کام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ہر معاملے میں تدبیر کرے۔ اور ساتھ ساتھ دعا کے سلسلہ کو جاری رکھے۔ اور پھر خدا پر توکل کرے اس کے مطابق میں بھی آج آپ لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جہاں آپ صحیح معنوں میں مسلمان بنیں وہاں صحیح تدبیر کرنے والے بھی ہو جائیں اور پہلی اور آخری تدبیر جو سب سے اعلیٰ اور مقدم تدبیر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا کے ہو جاؤ۔ پس اگر خدا کے ہو جاؤ گے۔ تو دشمن جو ہر وقت حملہ کر سکتا ہے۔ جب حملہ کرے گا۔ تو خدا تعالےٰ خود حفاظت فرمائیگا کیونکہ وہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور دشمن کے حملوں کا شکار نہیں بننے دیتا۔

مسلمان سات کروڑ ہو کر ڈر رہے ہیں۔

قرآن شریف میں آتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (رعد ۱۳) یعنی اللہ تعالےٰ کسی کی کوئی نعمت نہیں چھینتا۔ جب تک وہ آپ اس نعمت کو خراب نہ کر دے۔ اور اس کی بے قدری کر کے اس قابل ہو جائے کہ اس سے نعمت واپس چھین لی جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو خراب کرنا اور ان کی بے قدری کرنا یہی ہے۔ کہ ان کا صحیح استعمال نہ کیا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حکم دیا کہ مسلمانوں کی مردم شماری کی جائے۔ یہ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ مردم شماری کی گئی۔ تو صحابہ کی تعداد سات سو نکلی۔ صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ حضور نے مردم شماری کیوں کرائی ہے۔ کیا ہم تھوڑے ہیں۔ اب تو ہم سات سو ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں تباہ نہیں کر سکتی۔ صحابہ سات سو تھے۔ اور ان کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ اپنی اس تعداد کو بہت بڑی تعداد سمجھتے تھے۔ اور خوش ہو کر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ رہے تھے۔ کہ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں تباہ نہیں کر سکتی۔ آج مسلمان سات سو نہیں سات کروڑ سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر پھر بھی ڈر رہے ہیں۔ صحابہ باوجود قلیل التعداد ہونے کے دنیا کی طاقتوں سے کیوں نہیں ڈرتے تھے اور اس ملک کے مسلمان سات کروڑ سے بھی زیادہ ہو کر دنیا کے ادنیٰ لوگوں سے کیوں ڈر رہے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے۔ جو بالطبع

یہاں پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کا حل نہایت آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ خدا کے ہو چکے تھے۔ اور خدا ان کا ہو چکا تھا۔ اس لئے خدا ان کی ہر موقعہ پر مدد اور حفاظت فرماتا تھا۔ مگر مسلمان آج خدا کے ساتھ تعلقات توڑ چکے ہیں۔ اس لئے اس نے بھی ان کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ جرأت جو خدا کے بندوں میں ہوتی ہے ان میں نہیں۔ اور اس جرأت کے نہ ہونے سے یہ ادنیٰ ادنیٰ لوگوں سے ڈر رہے ہیں۔

مسلمان اسلامی خزانہ کے محافظ ہیں

ممکن ہے۔ کوئی کہے دوسری قومیں بھی اس حالت میں ترقی کر رہی ہیں۔ اور اگر مسلمان بھی اسی حالت میں ترقی کرنے کے لئے کوشش کریں۔ تو ان کو کیوں ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کے لئے یہی شرط ہے۔ کہ وہ خدا کے ہو جائیں۔ اور خدا ان کا ہو جائے۔ اور جب خدا کسی کا ہو جائے تو پھر ترقی کوئی روک نہیں سکتا۔ اسلام کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھو۔ عرب کے ان لوگوں میں جن کے غیر مہذب اور غیر متمدن ہونے کے قصے تمام علاقوں میں مشہور تھے وہ خوبی پیدا ہو گئی۔ کہ یکدم ان کی حالت پلٹ گئی۔ اور وہ جو غیر مہذب تھے تہذیب کے استاد مانے گئے۔ اور جو غیر متمدن تھے۔ ان کا تمدن دنیا کا تمدن قرار پا گیا۔ جو غیر تعلیم یافتہ تھے معلم تسلیم کئے گئے۔ اور جو حکمرانی کے طریق سے نابلد تھے۔ حکمران بنا دیئے گئے۔ یہ سب باتیں اسی لئے حاصل ہوئی تھیں۔ کہ وہ اللہ کے ہو گئے تھے اور اللہ ان کا ہو گیا تھا اب بھی اگر اس نسخہ کو استعمال کیا جائے تو یہی اثر ہو سکتا ہے۔ پس اگر یقین ہو۔ کہ اسلام سچا ہے۔ اور اس یقین کے ہوتے ہوئے مسلمان اس سے تعلق کاٹ کر ترقی حاصل کرنا چاہیں۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کے خزانہ کے محافظ مقرر کئے گئے ہیں۔ اگر وہ اس خزانہ کی طرف سے غفلت کر کے کسی اور طرف توجہ کریں گے۔ تو ان کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہو گا۔ کہ ان کی طرف سے منہ پھیر لیگا۔ اور جب بھی وہ دنیا کی طرف متوجہ ہونگے۔ تکلیف اور نقصان اٹھائیں گے۔ اس سے بچنے کا علاج یہی ہے۔ کہ سچے مسلمان بن جاؤ۔ تا خدا تعالیٰ تمہارا بن جائے اور ہر موقعہ پر تمہاری حفاظت فرمائے اور ہر جگہ دینی مدد تمہیں عطا کرے۔

اتحاد بین المسلمین

دوسری بات جس کی طرف میں آپ لوگوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور جس کے متعلق ابھی مجھے ایک اشتہار پہنچا ہے۔ وہ "اتحاد بین المسلمین" ہے۔ یعنی مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے درمیان اتحاد و اتفاق۔ مسلمان اس وقت کئی فرقوں پر تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور یہ فرقے آپس میں ایک دوسرے کے مخالف بلکہ دشمن ہو رہے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کو بحیثیت قوم نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور اگر وہ اتحاد اور اتفاق نہیں کریں گے تو دوسری قومیں ان کو آسانی سے مٹا دیں گی۔ اس موقعہ پر میں ایک مولوی اور ایک سید اور ایک عام آدمی کا قصہ سناتا ہوں۔ جو واقعی اس قابل ہے۔ کہ اس سے سبق حاصل کیا جائے۔ مولوی۔ سید اور ایک اور آدمی یہ تینوں کسی سفر پر گئے۔ راستہ میں ان کو ایک باغ ملا جس میں گھس گئے۔ اور میوے توڑنے شروع کر دیئے کچھ تو کھائے اور کچھ توڑ توڑ کر ضائع کئے۔ اتنے میں باغ کا مالی آ گیا۔ اس نے دیکھا تو دل میں سوچا۔ میں اکیلا ہوں اور یہ تین ہیں۔ اگر میں انہیں کچھ کہتا ہوں۔ تو تینوں میرا بھرکس نکال دینگے۔ چاہیئے کہ تدبیر سے ان پر قابو پاؤں۔ یہ سوچ کر وہ ان کے پاس آیا۔ اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بڑے نرم الفاظ میں سید سے کہنے لگا۔ آپ سید ہیں سب کچھ آپ کا ہی ہے۔ مولوی لوگ رسول کریم کی گدی پر بیٹھنے والے ہیں۔ مگر یہ تیسرا کون ہے۔ جو آپ کی برابری کرے اور دوسروں کو نقصان پہنچائے۔ اس پر سید اور مولوی دونوں چپکے کھڑے رہے۔ اور اس نے تیسرے آدمی کو خوب مارا۔ اور ہاتھ پاؤں باندھ کر الگ رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ پھر سید سے مخاطب ہو کر کہنے لگا آپ تو آل رسول ہیں۔ سب کچھ آپ کا ہی ہے۔ مگر یہ مولوی کون ہے جو خواہ مخواہ ٹھیکیدار بن بیٹھا ہے۔ یہ کہکر اس نے مولوی صاحب کو پکڑ لیا اور خوب مارا۔ اور اسے بھی باندھ کر ایک طرف رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد باغبان گرج کر سید سے بولا تو آل رسول بنا پھرتا ہے۔ شرم نہیں آتی۔ لوگوں کا مال بغیر اجازت کے کھاتا اور ان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ کہکر وہ سید پر ٹوٹ پڑا۔ اور اسے خوب پیٹا۔ اس طرح اس ترکیب سے تینوں کو سزا دے دی۔ مسلمان بھی اگر اسی طرح رہے۔ اور اتفاق و اتحاد نہ کیا تو خطرہ ہے۔ کہ ان تینوں کی طرح ایک ہی قوم کے ہاتھ سے تباہ ہو جائینگے۔ پس میرے نزدیک موجودہ حالات کے لحاظ سے یہ بہت ضروری ہے۔ کہ اتحاد بین المسلمین ہو ورنہ دوسرے لوگ مسلمانوں کو کچل ڈالیں گے۔ اور مسلمان اگر متحد نہ ہوئے تو منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے۔

اشتہار کا جواب

اب میں اس اشتہار کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ جس کا میں ابھی ذکر کر آیا ہوں کہ مجھے ابھی ملا ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں جواب دوں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو بات صاحب اشتہار نے پوچھی ہے۔ وہ پہلے سے ہی میرے اس لیکچر کے نوٹوں میں شامل ہے۔ اور مجھے تو اس پر بولنا تھا۔ اب انہوں نے وہی بات پیش کی ہے۔ اس لئے میں ان کی توجہ کے لئے اور دوسرے لوگوں کے واسطے کہتا ہوں۔ کہ میں نے مسلم لیگ کے جلسہ پر جو لاہور ہوا تھا بتا دیا تھا۔ کہ کسی سے یہ کہنا کہ اپنے مذہب کے لحاظ سے جو تم خیال رکھتے ہو اسے چھوڑ دو اور پھر ہماری طرف صلح کے لئے آؤ۔ یہ سراسر غلط طریق ہے۔ اور مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان اس رنگ میں قیامت تک بھی صلح کا ہونا ناممکن ہے۔ ہونا یہ چاہیئے۔ کہ سیاسی نقطہ خیال کے مطابق ہر شخص جو رسول کریم پر ایمان لانے کا مدعی ہے۔ اور آپ کی شریعت کو منسوخ نہیں قرار دیتا۔ اور کسی جدید شریعت کا قائل نہیں ہے۔ لفظ مسلم کے اندر آ جاتا ہے۔ ان کا اتحاد ہو۔ پھر میں نے آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے موقعہ پر بھی بتایا تھا۔ اب پھر کہتا ہوں۔ کہ اسلام کی اس زمانہ میں دو تعریفیں ہیں۔ ایک مذہبی اور ایک سیاسی۔ اب ان تعریفوں سے الگ رہ کر کہنا کہ صلح کر لو۔ ایک غلطی ہے جو سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ اسلام کی مذہبی تعریف کے لحاظ سے ایک حد تک علیحدگی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اسلام کی سیاسی تعریف کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک عیسائی یا ایک ہندو کسے مسلمان سمجھتا ہے۔ کیا وہ دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اور باقی سب کو غیر مسلم۔ کیا وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور باقی سب کو کافر۔ کیا وہ شیعہ لوگوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور باقی سب کو کافر؟ نہیں وہ سب کو مسلمان سمجھتا ہے۔ خواہ کوئی دیوبند کا ہو۔ خواہ قادیان یا فرنگی محل کا۔ اس کے لئے سب ایک ہیں۔ اور وہ سب کے ساتھ ایک ہی قسم کا سلوک کریگا کیونکہ ہندو یا عیسائی قوم کو اس سے بحث نہیں۔ کہ اسلام کی مذہبی تعریف کے لحاظ سے کون کون مسلمان ہے اور کون کون کافر۔ بلکہ وہ سلوک کرتے وقت یہ دیکھیں گے۔ کہ کون لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ ان کو تو اسلام کے فلاں فرقہ نے کافر قرار دیا ہوا ہے۔ یا فلاں فرقہ کو فلاں فرقہ نے اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے وہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکیں گے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سیاسی تعریف کے رو سے مسلمانوں کے تمام فرقے اکٹھے ہو جائیں۔ مذہبی تعریف کے لحاظ سے ہم جو جس کے متعلق چاہیں کہیں۔ لیکن سیاسی امور کے لحاظ سے ہمیں ایک جگہ متحد ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ دوسری اقوام مسلمانوں کے تمام فرقوں کو مسلمان کہتی ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کے فرقے ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں۔ دیوبندی ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور ہم دیوبندیوں کو۔ اسی طرح شیعہ سنیوں اور سنی شیعوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کسی کو کافر کہیں یا نہ کہیں۔ مگر عقیدۃً ایسا سمجھتے ہیں۔ اور یہ اعتقاد اتحاد میں مانع نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس کے بغیر اتحاد نہیں ہو سکتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مذہب چھڑایا جائے۔ اور مذہب چھوڑ کر قیامت تک بھی صلح نہیں ہو سکتی۔

آزادی رائے

اتحاد بین المسلمین کے لئے دوسری جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ آزادی رائے ہے۔ یہ بھی اتحاد کیلئے اس کی اشد ضرورت ہے۔ اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو جائے تو قائم نہیں رہ سکتا۔

اختلاف امتی رحمۃ

آزادی رائے کے ساتھ ہی اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ مضر نہیں ہوا کرتا بلکہ رحمت اور برکت کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے اختلاف امتی رحمۃ۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اختلاف تحقیق سے

پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے مضر نہیں کہا جاتا۔ ہاں اس کی حد بندی ہونی چاہیئے ؎

گاندھی جی سے ملاقات

میں جب ولایت سے واپس آیا تو میں نے اپنے سیکرٹریوں میں سے ایک کو گاندھی جی کے پاس بھیجا۔ کہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے وقت بتایا۔ اور میری ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا۔ کہ کانگریس اس وقت تک صحیح معنوں میں ملک کی نمایندہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہر خیال کے آدمی اس میں شامل نہ ہوں۔ صرف وہی جماعت ملکی نمایندہ کہلائیگی۔ جس میں اختلاف خیالات رکھنے والے بھی ہوں۔ ہاں اختلاف کی حد بندی ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ یونہی فساد کھڑا کر دیا جائے۔ ہمیشہ نرمی اور محبت کو استعمال کیا جائے۔ بس یہی چاہیئے۔ اختلاف کی تو حد بندی کریں۔ اور اتحاد بین المسلمین کے لئے آزادی رائے کو استعمال کریں۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کا اپنے اپنے لیڈروں سے سلوک

ہندوؤں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ باوجود اختلاف رائے کے قومی مقاصد کے لئے متحد ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں جب شورش ہوئی۔ تو ہندو لیڈروں میں سے گاندھی جی ایک طرف تھے۔ اور پنڈت مالوی صاحب ایک طرف۔ اسی طرح مسلمانوں میں مولوی محمد علی صاحب ایک طرف اور مسٹر جناح ایک طرف۔ جس طرح گاندھی جی اور مالوی جی کا اختلاف تھا۔ اسی طرح محمد علی صاحب اور مسٹر جناح میں اختلاف تھا۔ لیکن ہندوؤں کی تو یہ حالت تھی کہ جو لوگ مالوی جی کے ہمخیال تھے۔ وہ گاندھی جی کی بھی عزت کرتے اور جو گاندھی جی کے طرفدار تھے وہ مالوی جی سے اظہار خلوص کرتے حالانکہ اس وقت ان دونوں اور ان کے ہم خیال لوگوں میں سخت اختلاف تھا۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے یہ طریق استعمال کیا کہ ایک لیڈر کے ہمخیالوں نے دوسرے لیڈر اور اس کے ہم خیالوں کی تذلیل کی۔ اس طرح مسلمانوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں کاٹ لئے۔ بعض لوگوں نے مسلمانوں کو سمجھایا۔ کہ جن لیڈروں نے خدمات کی ہیں۔ ان سے یہ سلوک نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ حتیٰ کہ ہمارے اس جلسہ کے صدر سر محمد شفیع صاحب نے بھی سمجھایا۔ مگر مسلمانوں نے یہی کہا۔ ہم نہیں مانیں گے۔ جب یہ حالت ہو۔ تو اور بھی ضروری ہے۔ کہ اپنے اندر یہ مادہ پیدا ہو۔ کہ اختلاف رائے کو فساد کا باعث نہ بنائیں۔ ورنہ اتحاد نہیں ہو سکتا۔

افراد اور قوم کے حقوق کی نگہداشت

اسی طرح افراد اور قوم کے حقوق کی نگہداشت ہے۔ جب تک پورے طور پر اس کا خیال نہ رکھا جائے۔ اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے نہ ہونے سے انفرادی رنگ میں بھی اور جماعتی رنگ میں بھی ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت نہیں کی جاتی۔ اس وجہ سے جو جماعتیں قلیل اور کمزور ہیں۔ وہ کثیر اور مضبوط جماعتوں کے ساتھ نہیں ملتیں۔ کیونکہ انہیں خوف ہوتا ہے۔ کہ ان کے ساتھ ملنے سے کہیں اور نقصان نہ ہو۔ اگر کمزور اور مضبوط کے سوال کو اڑا دیا جائے۔ تو بھی جب تک حقوق کے تحفظ کا اطمینان نہ ہو۔ ایک جماعت دوسری کے ساتھ مل نہیں سکتی کیونکہ وہ دوسرے کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتی۔ مثلاً شیعہ ہیں۔ وہ سب مذہبی تعصبوں اور بغضوں کو چھوڑ کر سنیوں سے ملنا چاہیں۔ تو ان کے لئے اگر کوئی روک ہوگی۔ تو یہی کہ سنی شاید ہمارے حقوق کی نگہداشت نہ کریں۔ اور ہم جو اس وقت تک اپنے حقوق کی آپ حفاظت کرتے چلے آتے ہیں۔ اس حفاظت سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ اسی طرح ایک احمدی کا حال ہے۔ کہ وہ بھی اتحاد بین المسلمین کی جب خواہش کریگا۔ تو اس کے راستہ میں بھی یہی روک پیدا ہوگی۔ پھر خود ہی سوچ لو۔ ایک شیعہ سنی سے کس طرح اتحاد کر سکتا ہے۔ ایک وہابی سنی سے کیونکر مل سکتا ہے۔ ایک احمدی غیر احمدی سے کیسے صلح کر سکتا ہے۔ پس مسلمانوں کے تمام فرقوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کی جائے اسی سے متفقہ طور پر قومی رنگ میں دوسری غیر مسلم قوموں کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی بھی اہلیت پیدا ہوگی ؎

تبلیغ

قرآن شریف میں تمہیں تمام امتوں سے بہترین امت کہا گیا ہے۔ اور بہترین کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کرتے ہو۔ اور بدی سے ڈراتے ہو۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ۔ (آل عمران ۱۱۰) کہ تم سب سے اچھی امت ہو۔ جو دنیا کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ کیونکہ تم لوگوں کو نیک باتیں بتاتے اور انہیں خدا کے راستہ پر چلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ اور بدی اور برائی کرنے سے روکتے ہو۔ اور ان پر ظاہر کرتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ ان باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ پھر بدی اور برائی تمہارے اپنے لئے بھی مضر اور نقصان پہنچانے والی ہے۔ پس مسلمانوں کا خیر امت ہونا صرف تبلیغ ہی کے سبب سے ہے اور اگر تبلیغ چھوڑ دی جائے۔ تو پھر خیر امت کیسے کہلا سکتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اگر ترقی کی خواہش رکھتے ہو۔ اور تمہیں ضرور ترقی کی خواہش رکھنی چاہیئے۔ تو تبلیغ کرو۔ عیسائی بالکل معمولی قوم تھی۔ لیکن اس نے تبلیغ شروع کی۔ تکلیفیں تو اس راہ میں اس نے اٹھائیں۔ مگر ترقی بھی کر گئی۔ اور اب تمام دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔

یاجوج ماجوج

ایک طرف مسیحیوں کو دیکھو۔ اور ایک طرف آریوں کو دیکھو۔ کہ وہ پورے زور کے ساتھ اپنے اپنے خیالات کی تبلیغ کر رہے ہیں کہتے ہیں یاجوج ماجوج جہاں قید ہیں۔ اس قید خانہ کی دیوار چاٹتے رہتے ہیں تاکہ اسے توڑ کر باہر نکل جائیں۔ یاجوج ماجوج تو جو چاٹینگے چاٹینگے عیسائی اور آریہ اس وقت اسلام کی دیوار چاٹ رہے ہیں۔ کہ اسلام کو مٹا ڈالیں۔ اسلام کی دیوار یہی مسلمان ہیں جنہیں مرتد کر رہے ہیں۔ اور اگر اسی طرح کچھ عرصہ ہوا۔ تو یہ دیوار ساری کی ساری صاف ہو جائے گی۔ یعنی اگر مسلمانوں نے روک تھام نہ کی۔ تو ان میں سے کچھ لوگ آریہ ہو جائینگے۔ اور کچھ عیسائی پس ہمارے لئے ضروری ہے۔ نہیں نہیں بلکہ فرض ہے۔ کہ ہم ان کے حملوں کو بھی روکیں اور تبلیغ بھی کریں ؎

اصلاح عقائد

مگر تبلیغ بھی یونہی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے سب سے پہلے اپنے عقائد کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک اپنے عقائد درست نہ ہوں۔ دوسروں کو کیا بتایا جا سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ ملکانوں کے علاقہ میں ایک جگہ سات آٹھ سو کے قریب آدمیوں کو آریہ مرتد کرنے لگے۔ مجھے خبر ملی۔ تو میں نے اپنے مبلغین کو وہاں بھیجا۔ وہ لوگ ہمارے قبضہ میں آ گئے۔ تھے۔ مگر دوسری جماعتوں کے مبلغوں نے وہاں پہنچ کر احمدیت اور غیر احمدیت کا سوال چھیڑ دیا۔ اور بجائے اس کے کہ ان لوگوں کو جو آریہ ہو رہے تھے بچاتے۔ انہیں ہمارے متعلق یہ کہنا شروع کر دیا۔ یہ قادیانی کافر ہیں۔ ان کی باتیں نہ سنو۔ اس کے بعد اگر وہ خود ان کو اپنی باتیں سناتے۔ اور مرتد نہ ہونے دیتے۔ تو ایک بات بھی تھی۔ مگر یہ بھی نہ کیا نہ ہمیں کام کرنے دیا۔ نہ آپ کام کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ ہزاروں آدمی جو ہمارے قبضے میں آ سکتے تھے۔ ہمارے ہاتھ سے نکل کر آریوں کے ہاتھوں میں جا پڑے۔ وہ واقعہ میں ہزاروں تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ان کے بیوی اور بال بچے بھی تھے۔ اور پھر ارد گرد کے قصبوں کے بعض باشندے بھی۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان مولویوں نے وہاں بھی مخالفت کی۔ جس کے یہی معنے ہیں۔ کہ انہوں نے اسلام کی مخالفت کی۔ اور اس کی اشاعت میں روک کھڑی کر دی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ سے یہ بھی کہوں۔ کہ عقائد کی اصلاح ضرور ہونی چاہیئے۔ تا آیندہ کے لئے اس طرح نقصان اٹھانے کا خطرہ نہ رہے۔ اس سے صرف یہی نہیں ہوگا کہ یہ خطرہ نہ رہے گا۔ بلکہ مسلمانوں کا ایمان پختہ ہو جائے گا اور اچھے اچھے اعمال بجا لانے کی توفیق ملیگی۔

مسلمان دین سے واقفیت پیدا کریں

تبلیغ کے واسطے بھی اور عام ضروریات کے واسطے بھی یہ بہت ضروری ہے کہ مسلمان خود اپنے دین سے واقف ہوں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے۔ ذرا سا اعتراض پڑتا ہے۔ تو مسلمان گھبرا جاتے ہیں۔ اگر اپنے دین سے پوری واقفیت ہو۔ تو کبھی کسی اعتراض سے نہ گھبرائیں۔ پھر اگر خود ہی واقف نہیں۔ تو دوسروں کو دین کا کیا بتا سکتے ہیں۔ پھر دین سے واقف نہ ہونے کا یہ نتیجہ بھی ہے کہ مسلمان اعمال کی طرف سے بے توجہ ہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ خود بھی

دین سے واقف ہوں۔ اور اپنے اپنے متعلقین کو بھی اس سے واقف بنائیں۔ خصوصیت سے ایسے مسائل پر کتابیں لکھی جائیں جو بچوں کے لئے مفید ہو سکیں۔ تا بچپن میں ہی ان کے ذہن میں وہ باتیں مضبوطی کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ جو بڑے ہو کر کوشش کرنے پر بھی نہیں بیٹھتیں۔ کیونکہ بچپن کا حافظہ تیز اور ذہنی طاقتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ پھر چونکہ انہی بچوں نے بڑے ہو کر قوم بننا ہے۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں اسی وقت سے اس قسم کی تربیت دی جائے۔ کہ وہ صحیح طور پر بہترین قوم بن سکیں۔ ان کے لئے اس قسم کی کتابیں۔ رسالے اور اخبارات ہونے چاہئیں جو ان کے لئے نہ جسمانی طور پر نقصان دہ ہوں۔ نہ علمی اور روحانی رنگ میں۔ اور اگر ذرا سی کوشش کی جائے تو ایسا لٹریچر آسانی کے ساتھ بہم پہنچ سکتا ہے ۔

مسلمان مدارس کھولیں

پھر مسلمانوں کی موجودہ پست حالی اس بات کی متقاضی ہے کہ مسلمان بچوں کے لئے ایسے مدارس کھولے جائیں۔ جن میں ان کی اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت ہو سکے۔ موجودہ مدارس میں بعض نقائص ہیں۔ جن سے مسلمان بچوں پر کسی نہ کسی حد تک بُرا اثر پڑتا ہے۔ مگر ان نقائص کے سبب انکو چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اگر چھوڑ دیں۔ تو پھر تعلیم کہاں پائیں۔ پس مسلمان بچوں کی تعلیم اور تربیت کے واسطے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ جابجا اس قسم کے مدارس جاری کریں جن سے مروجہ تعلیم بھی اعلیٰ طریق پر حاصل ہو سکے۔ اور تعلیم دینی بھی دی جا سکے۔ لیکن جب ہم سمجھتے ہیں کہ ان سب باتوں کیلئے ہمارا حق ہے تو یہ ہندوؤں کا

امرا۔ غربا سے میل جول رکھیں

ہندوؤں میں تو یہ بات ہے کہ ان کے بڑے بڑے لوگ چھوٹے لوگوں سے ملتے رہتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں یہ بات اول تو ہے نہیں۔ اور جو ہے تو اس قدر کم کہ نہ ہونے کے برابر کہا جا سکتا ہے۔ پس ضرورت ہے۔ کہ جو بڑے ہیں اور جن کو خدا نے امارت دی ہے وہ غربا سے تعلقات بڑھائیں۔ انکی ضروریات معلوم کریں۔ ان سے ملتے رہنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ سمجھینگے۔ یہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ بھی محبت کرنے لگیں گے۔ اور محبت سے اتفاق کی روح پیدا ہوا کرتی ہے۔ اب تو مسلمانوں میں سے جو بڑے ہیں۔ ان کے مکانوں کے پاس تک جانے سے عوام خوف کھاتے ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ انہوں نے اپنی طرز ہی اس طرح بنا رکھی ہے کہ لوگ ان سے ڈریں۔ لیکن اگر ان سے اپنی ہی قوم ڈرتی رہی۔ تو کسی ترقی کی اُمید کس طرح ہو سکتی ہے۔ پس جو بڑے ہیں۔ وہ چھوٹوں سے ملتے رہیں۔ تا چھوٹے درجہ کے لوگوں کو بھی اپنا اور اپنی قومیت کا احساس ہو۔ اور جب احساس پیدا ہو گا۔ تو پھر انہیں اپنی حفاظت کا خیال بھی آئے گا۔ اور ترقی اور کامیابی کی اُمنگیں پیدا ہو جائینگی۔ پھر ایک دوسرے کو بھی سمجھائیں۔ کہ وہ آپس میں ملاقات رکھیں۔

چھوت چھات سے نجات

چھوت چھات کے ذریعے بھی ہم اپنا پہلو مضبوط کر سکتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ صدیوں سے مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ایسے طور پر ہندوؤں کے گھر جا رہا ہے جس کی واپسی کی مسلمانوں کو کوئی اُمید نہیں اور کوئی ذریعہ نہیں کہ وہ وصول ہو سکے۔ میں مثال کے طور پر صرف حلوائیوں کی دوکانوں کو لیتا ہوں مٹھائی کا استعمال اس ملک میں کثرت سے ہے۔ ہر بازار میں ہر دس دوکانوں کے بعد ایک دوکان ہندو حلوائی کی نظر آتی ہے۔ ہندو تو ان سے لیتے ہی ہیں۔ مگر مسلمان بھی انہی سے خریدتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ہر سال ہندوؤں کے گھر جا پڑتا ہے۔ وہ مسلمانوں سے مٹھائی خریدتے نہیں۔ کہ ان کا روپیہ بھی مسلمانوں کے گھر آئے۔ لیکن مسلمان ان سے خریدتے ہیں۔ اس لئے ان کا روپیہ ہندوؤں کے گھر جاتا ہے جو واپس نہیں آتا ۔

میں عداوت نہیں پھیلانا چاہتا۔ بلکہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر چھوت چھات اپنی تمدنی زندگی کے لئے مفید ہے۔ اور اس سے اقتصادی حالت درست ہو سکتی ہے۔ تو ہمیں بھی یہ ذریعہ اختیار کرنا چاہیئے اور اپنی بہتری اور بہبودی کے لئے اگر کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے یا دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا گیا۔ میرے مد نظر مسلمانوں کے مفاد ہیں۔ اور میں نے ان کے مفاد کے واسطے کہا ہے کہ ہمیں چھوت چھات کے ذریعہ وہ روپیہ بچانا چاہیئے۔ جو ہندوؤں کے گھر چھوت چھات نہ کرنے سے جا پڑتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مسلمانوں کا یہ روپیہ مسلمانوں کے پاس ہی رہے۔ تو مسلمانوں کی حالت بہت حد تک درست ہو سکتی ہے پس ان چیزوں میں چھوت چھات جنہیں ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے واسطے ایک علاج کے طور پر ہے

کتب تاریخ کی اصلاح

ہمارے مدارس میں تاریخ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان سے ہمارا قومی کیریکٹر بہت کچھ خراب ہو چکا ہے۔ اور کچھ ہو رہا ہے۔ کیونکہ انمیں مسلمان بچوں کے باپ دادوں کو چور۔ ڈاکو۔ لٹیرے وغیرہ کہا گیا ہے۔ اور جب پڑھتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو چوروں۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کی اولاد سمجھتے ہیں۔ اگرچہ بڑے ہونے پر جب تحقیقی طور پر ان کے سامنے واقعات آتے ہیں۔ تو یہ بات ان کے دماغ سے نکل جاتی ہے۔ لیکن اس کا اثر دیر تک قائم رہتا ہے۔ اور اگر اور نہیں۔ تو ایسی تحقیق سے پہلے پہلے تو یہ اثر ان پر ضرور پڑتا ہے۔ کہ ہم ڈاکوؤں اور لٹیروں کی اولاد ہیں۔ پس ضرورت ہے۔ کہ موجودہ کتب تاریخ میں اصلاح کی جائے۔ ان تاریخوں میں تو اورنگ زیب کو بھی جو ایک عابد اور پرہیزگار بادشاہ تھا۔ ڈاکو اور لٹیرا لکھا گیا ہے۔ اور سیواجی کو بڑا ہوشیار دانا بادشاہ۔ اب بچوں میں اتنا مادہ تمیز کا تو نہیں ہوتا کہ وہ چھان بین کر سکیں اس لئے وہ اس اثر کے ماتحت رہتے ہیں کہ واقعی سیواجی بڑا ہوشیار اور دانا راجہ تھا۔ اور اورنگ زیب ایک ڈاکو بادشاہ تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ مسلمان بادشاہوں کی تعریف کی جائے۔ بلکہ میں یہ چاہتا ہوں۔ جو جائز حق ہے۔ وہ ہمارے بادشاہوں کو دیا جائے۔ اور جو ان کی جائز تعریف ہو سکتی ہے۔ وہ کی جائے۔ میں اورنگ زیب کے ولی ہونے کا قائل نہیں۔ لیکن اس کا بھی قائل نہیں کہ وہ ڈاکو تھا چونکہ اس قسم کی (Traditions) روایات قائم ہو جانے سے قوم پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ تاریخ کی کتب کو درست کیا جائے۔

ہندوؤں سے اپیل

میں اس موقعہ پر ہندوؤں سے بھی اپیل کرتا ہوں اور سچی ہمدردی کے ساتھ کرتا ہوں۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر کہتا ہوں کہ میرے دل کے کسی گوشہ میں بھی انکی عداوت نہیں۔ ہاں جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے میں ملک کے نام سے مذہب کے نام سے انسانیت کے نام سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو بدلو۔ تم دنیا کے لئے بار اور بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ اور لوگ ہم پر ہنستے ہیں کہ بجائے ترقی کے تنزل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارا ملک دوسرے ممالک کی طرف سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر آج وہ لوگ ہم پر ہنس رہے ہیں۔ پس اپنی حالت کو بدلو۔ اور اپنے ساتھ رہنے والی قوم کی مدد کرو اور اس سے مدد حاصل کرو۔

مسلمانوں سے مخاطبہ

مسلمانوں سے بھی میں کہتا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے اخلاق بھی پیدا کرو۔ اور اخلاص سے کام لو۔ وہ کام کرو۔ جو ملک کے لئے عزت کا موجب ہو۔ دلوں سے کینہ، بغض۔ تعصب نکال دو۔ خواہ وہ کینہ اور تعصب اپنوں کے خلاف ہو۔ خواہ غیروں کے۔ ہر قدم پر ملک کی بھلائی کو مدنظر رکھو اپنے ساتھ رہنے والی قوموں کا احترام کرو۔ ان سے محبت اور پیار رکھو۔

آخری الفاظ

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ صلح غلام ہو کر نہیں ہوا کرتی۔ صلح آزاد ہو کر ہوا کرتی ہے۔ اور صلح کرنیوالا خدا کے نزدیک بھی مکرم ہوتا ہے۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے۔ صلح کرنے والے کام کریں۔ صلح سے چونکہ خدا تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہی صلح کر لو۔ خدا کرے۔ ہندوستان کے باشندے خدا کو راضی کرنیوالے کام کر سکیں۔ ان سے قوم کی خدمت ہو سکے۔ وہ ملک کے امن اور ترقی کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ جو ایسا کریگا۔ یعنی محبت و پیار اور صلح و آشتی سے رہے گا۔ وہ دنیا کے تاج پر ہیرا بن کر چمکیگا۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ خدا اس ملک اور اس ملک کے باشندوں کو ہیرا بنا کر چمکائے۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔ آمین ؛

صدر کی تقریر

حضرات! میں اپنی طرف سے اور آپ لوگوں کی طرف سے مرزا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے اپنے قیمتی خیالات آپ کے سامنے ظاہر فرمائے ہیں۔ اور ایسے نیک سبق ہمیں دئیے۔ اُمید ہے۔ اگر ان پر عمل کیا جائے۔ تو ملک اور قوم کے واسطے مفید ہونگے۔

میں اُمید کرتا ہوں۔ میرے مسلمان بھائی جو کچھ مرزا صاحب نے ملک کی بہتری کے لئے دونوں قوموں کو سبق دئیے ہیں۔ ان کو دل میں جگہ دینگے۔ اور ان پر غور کرینگے۔ اور میں دوبارہ اپنی طرف سے اور آپ لوگوں کی طرف سے شکریہ کا اعادہ کرتا ہوں۔ اور پھر آپکو ان سبقوں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوا یہ جلسہ برخاست کرتا ہوں (خاکسار نذیر احمد چغتائی)

ہندوؤں سے چھوت چھات
ایک غلطی کا ازالہ

بریڈلا ہال لاہور میں جو ۲ مارچ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر ہوا۔ اس کے متعلق بعض اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ کہ لیکچرار نے مسلمانوں سے کہا۔ کہ ہندوؤں سے کسی قسم کا سودا نہ خریدا جائے۔ گویا ان سے تجارتی مقاطعہ کیا جائے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور یہ بات جماعت احمدیہ کے عام طرز کے بالکل خلاف ہے۔ واقعہ میں جو بات کہی گئی ہے۔ وہ یہ تھی۔ کہ جو لوگ ہمیں غیر سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اچھوت قرار دیتے ہیں مسلمانوں کی طرف سے بھی اپنے قومی وقار اور عزت کو قائم رکھنے کے لئے ویسا ہی سلوک کیا جائے۔ اصل بات صرف اتنی ہی ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں سے اکل و شرب کی چیزیں نہیں خریدیں گے۔ اور اس کے لئے ان کو خود اپنا انتظام کرنا پڑے گا۔ باقی چیزوں میں تجارت یا خرید و فروخت بالکل منع نہیں کی گئی ہے۔ اور نہ ہی ہندو جو ہزارہا سال سے اس بات پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اسے انصاف اور رواداری کے خلاف کہہ سکتے ہیں۔ یہ تعلقات رواداری کے خلاف یا تجارتی مقاطع نہیں ہے۔ بلکہ ایک عظیم الشان قوم کی طرف سے چھوت کا عملی جواب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ یہ مسلمانوں میں ایک نئی بات ہے۔ لیکن ہندوؤں کی طرف سے تحریک شدھی بھی ایک نئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی اس کے خلاف اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔ کہ ہندو شدھی کیوں کرتے ہیں۔ جیسے مسلمانوں کو تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کو بھی اپنے مذہب میں ہر کہہ و مہ کو داخل کرنے کا حق ہے۔ جو جماعت خود تبلیغ کرتی ہے۔ وہ دوسری جماعتوں کو کسی طرح بھی انصافاً اس سے روک نہیں سکتی۔

آریہ صاحبان یا دیگر ہندو چونکہ خود مسلمانوں کو اچھوت قرار دیتے ہیں۔ اس لئے مسلمان بھی اگر ہندوؤں کو اچھوت قرار دیں۔ تو ہندوؤں کو برا نہیں منانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنا مرنخ انصاف کے خلاف ہوگا۔ اور یہ بحث کرنا کہ مذہب اسلام میں اچھوت ہے یا نہیں اسی طرح فضول ہے جیسا یہ بحث چلانا کہ ہندو لوگ اپنے مذہب کے رو سے اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتے ہیں یا نہیں ہاں اگر ہندو یہ چاہتے ہیں کہ ان کو اچھوت قرار نہ دیا جائے۔ تو انہیں چاہیئے وہ دوسروں کو اچھوت قرار نہ دیں۔ اگر ایک شخص دوسرے پر ظلم کرے اس بنا پر کہ ان کے مذہب میں ایسا لکھا ہے۔ تو اس کا ایسا کہدینا اسکے لئے ظلم کرنے اور دوسروں کے حقوق کو پائمال کرنے کا استحقاق پیدا نہیں کرتا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان۔)

علاقہ ماجھا کی وجہ تسمیہ

قادیان علاقہ ماجھا کے شمال مشرقی حصہ میں واقعہ ہے۔ چونکہ انبیاء کی جنم بھومی کے متعلق پرانی کتابوں میں پیشگوئیاں ہوئی ہیں۔ اس لئے لفظ ماجھا کی وجہ تسمیہ اور اس لفظ کے صحیح معنے کے متعلق بحث ضروری معلوم ہوتی ہے۔ عام طور پر آجکل مشہور ہے۔ کہ اس علاقہ میں چونکہ مجھ یعنی بھینس بکثرت خوبصورت اور بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس علاقہ کو ماجھا یعنی بھینسوں کا علاقہ کہتے ہیں۔ اس علاقہ کی بھینس کے عمدہ اور خوبصورت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اور ممکن ہے اس وجہ کا بھی اس علاقہ کا نام ماجھا رکھے جانے میں کوئی دخل ہو۔ لیکن ایک اور معنے بھی ہیں۔ جن کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے میری اپنی رائے بھی اسی طرف مائل ہے۔ جس کی اطلاع سب سے پہلے مجھے ایک بوڑھے دانشمند زمیندار کے ذریعہ سے ہوئی ہے انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ماجھا کو مجھ کی طرف منسوب کرنا غلط العام ہے۔ دراصل یہ پرانی پنجابی کا لفظ ہے۔ جس کے معنے مرکزی یا ارض وسطیٰ کے ہیں۔ پھر انہوں نے پرانی پنجابی کے کئی ایک محاورے بیان کئے۔ جن میں لفظ وسطیٰ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور یہ بھی بیان کیا۔ کہ ضلع گورداسپور۔ امرتسر اور لاہور پنجاب کی مرکزی زمین ہے اور اس خصوصیت سے اس کو ماجھا کہتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ سہاگہ کی تین رسیاں ہوتی ہیں۔ ان کی درمیانی رسی کو ماجھا کہتے ہیں۔ اسی طرح پرانی طرز کے پنجابی لہنگے کے درمیان جو دستکاری سے عورتیں پھول نکالتی ہیں۔ اس کو بھی ماجھا کہتے ہیں۔ ان کی گفتگو سے میری طبیعت اردو لفظ منجھلا اور سنسکرت کے لفظ مگدھ کی طرف چلی گئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ لفظ مگدھ کی پنجابی صورت ہے۔ اور انگریزی میں مڈلمنس کے معنے بھی یہی ہیں۔ سو ماجھا کے معنے پنجاب کے درمیانی علاقہ کے ہیں۔ نہ کہ بھینسوں کا ملک۔ والسلام۔

(شیخ محمد سیال۔ ایم۔ اے۔ سابق متوطن جوڑا۔ ضلع لاہور)

احمدیہ گزٹ

سالانہ مجلس مشاورت منعقدہ اپریل [illegible] کی رپورٹ احمدیہ گزٹ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۶ فروری میں صفحہ ۹ تا ۲۰ اور احمدیہ گزٹ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰ مارچ میں از ۱ تا ۱۰ شائع ہو گئی ہے۔ یہ رپورٹ علیحدہ بھی ۲ کے ٹکٹ آنے پر بھیجی جا سکتی ہے۔ تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اسے بغور مطالعہ فرمائیں۔ اور جو جو امور قابل عملدرآمد ہوں۔ ان کے مطابق عمل پیرا ہو کر اپریل ۱۹۲۶ء کی مشاورت میں اپنے اپنے نمائندے بھجوائیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بوجوہات یہ رپورٹ دیر سے شائع ہوئی۔

انگریزی ریویو

ماہ فروری کا ریویو اس ہفتہ موصول ہوا ہے۔ ریٹ آیا ہے۔ سب خریداروں کو پہنچ گیا ہوگا۔ اگر کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو یا ایڈریس غلط ہو۔ تو اطلاع دیں۔ کسی صاحب کو اگر دو رسالے آتے ہوں تو ضرور مطلع کریں۔ اب چٹیں چھپوائی ہیں جو یہاں سے درست کر کے ہر مہینے لنڈن جایا کریں گی بحث تبدیلی پتہ یا بندش و اجراء رسالہ کی اطلاع دفتر ناظم طبع و اشاعت قادیان میں آنی چاہیئے۔ جو احباب جنوری سے نئے خریدار ہوئے ہیں۔ انہیں فروری و مارچ کا رسالہ یہیں قادیان سے بھیج دیا جائے گا۔ اس کے بعد لنڈن سے براہ راست پہنچا کرے گا۔ تبدیلی پتہ کے متعلق یہ بات یاد رہے۔ کہ ایک دو ماہ کے لئے عارضی پتہ نہیں بدلوانا چاہیئے کیونکہ لنڈن تک اطلاع دینے اور وہاں سے رسالے آنے میں ۱½ ماہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے۔ کہ ڈاکخانہ متعلقہ میں لکھ دیا جائے۔ کہ میرا رسالہ جب آئے۔ تو فلاں پتہ پر ریڈائرکٹ کیا جائے۔

(ناظم طبع و اشاعت قادیان)

ایک عیسائی کا قبول اسلام

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

میں ایک مسلمان زمیندار خاندان سے ہوں۔ اور ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں۔ قریباً ۹ سال ہوئے۔ کہ مسٹر مچل جو کہ ظفروال میں پادری تھے۔ ان کے حسن سلوک اور اثر سے میں عیسائی ہو گیا تھا۔ لیکن میری خوش قسمتی مجھے لاہور لے آئی یہاں مجھے قریباً آٹھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ یہاں مجھے وقتاً فوقتاً مرزا محمد صادق و شیخ عبدالحمید صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ اور ان سے مذہبی گفتگو کیا کرتا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے حق کے سمجھنے اور اختیار کر لینے کی توفیق بخشی ہے۔ اور آج بروز جمعہ میں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ میری التماس ہے۔ کہ آپ مجھے بیعت میں قبول فرمائیں۔ اور میری دین و دنیا میں بھلائی اور استقامت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار علی حید۔ بقلم خود۔ (از لاہور)

حصہ وصیت میں اضافہ

(۱) میری وصیت منظور شدہ نمبر ۵۴۷/۱۹۱۸ تھی۔ جس کے ۱/۵ حصہ کی نقد قیمت ال‍۱۴۰ روپیہ داخل خزانہ (صدر انجمن احمدیہ قادیان) کر چکا ہوں۔ باقی مالیہ ادا کرنا ہے۔ چونکہ میرا گذارہ علاوہ جائداد مذکورہ بالا کے ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت ما‍ـ‍ ماہوار ہے۔ اس لئے میں ۱/۵ حصہ اپنی آمد کا یکم مارچ ۱۹۲۷ء سے تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔

ذوالفقار علی خان بقلم خود۔ قائمقام ناظر اعلےٰ۔

(۲) سماۃ رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے اپنی جائداد قیمتی سا‍ کا ۱/۳ حصہ س‍ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دئے ہیں۔ اور اب لکھا ہے۔ مجھے میرے گذارہ کے لئے ۔ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ میں اپنی آمدنی کا حصہ بھی جنوری ۱۹۲۷ء سے تا زیست ادا کرتی رہوں گی۔

(۳) خان بہادر محمد علی خان صاحب ای۔ اے۔ سی۔ کوہاٹ کی سابقہ وصیت جائداد کی تھی۔ ان کی جائداد زرعی اراضیات و مکانات وغیرہ واقعہ کوہاٹ تیس ہزار روپیہ مالیت کی ہے۔ مگر ان کا گذارہ علاوہ جائداد کے ماہوار آمدنی پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت ۳۰۰ ماہی انہوں نے لکھا ہے۔ دسمبر ۱۹۲۶ء سے اپنی آمدنی کا بھی دسواں حصہ تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔

(۴) ولایت حسین صاحب دوکاندار قادیان کی سابقہ وصیت جائداد مکان واقعہ دار الفضل قادیان کے ۱/۵ حصہ کی تھی۔ اب انہوں نے لکھا ہے۔ میرا گذارہ اپنی دوکان کی آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اندازاً ع‍ روپیہ ماہوار ہے۔ لہٰذا میں اپنی آمدنی کا بھی دسواں حصہ تا زیست مارچ ۱۹۲۷ء سے ادا کرتا رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے۔ اور ایمانی جوش پیدا کرے۔

محمد سرور شاہ۔ سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ قادیان

معاونین جرائد سلسلہ

(سن رائز)

چوہدری محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی لاہور۔ ایک۔ قمر الدین صاحب مالاکنڈ ۲ خریدار میاں ضیاء الدین صاحب پشاور ایک خریدار ریویو انگریزی اور ایک سن رائز۔ خلیل الرحمن صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ بلیگیری بنگال۔ چار خریدار سن رائز کل بائیس خریدار۔ عنایت علی خان صاحب سب انسپکٹر پٹیالہ دو خریدار۔ غلام صمدانی صاحب کلکتہ دو۔ میاں دوست محمد صاحب۔ ایک خریدار۔ چوہدری مظہر الدین صاحب ایک۔ مولوی عبد الحفیظ صاحب سن رائز کیواسطے ایک ریویو کیواسطے ایک۔ مرزا عبد الحق صاحب وکیل گورداسپور۔ دو خریدار۔ سید عبد الحی صاحب دہلی۔ ایک۔ شیخ نیاز محمد صاحب کراچی۔ تین۔ جناب غلام رسول صاحب چک ۹۹ شمالی دو خریدار۔ محمد اکبر خان صاحب۔ ڈیرہ غازیخان۔ سن رائز کے واسطے ا ریویو انگریزی کے واسطے ایک۔ شیخ غلام نبی صاحب نوشہرہ۔ سن رائز اور مصباح کیواسطے ایک خریدار۔ جناب عبد اللطیف صاحب۔ سپروائزر اجل آسام۔ سن رائز تین اور ریویو انگریزی ایک۔ جناب محمد سعید شمس الدین صاحب نیشنل بوٹ ہاؤس۔ رنگپور۔ ریویو انگریزی پانچ خریدار۔ جناب علی اختر محمد رفیق صاحب۔ اعظم گڑھ سن رائز کے واسطے تین۔ ریویو انگریزی تین خریدار۔

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

۹ مارچ ۲۶ء کو ادادل پور ضلع جالندھر کے بالمیکیوں کا جلسہ منعقد ہوا۔ سوامی شردھانند جی نے تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ وہ لوگ جن کو اچھوت کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کے اصلی باشندے ہیں۔ ہندو آریہ قوم نے باہر سے آکر ان پر ظلم برپا کئے۔ اور آج تک کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے سات کروڑ اچھوتوں کی تعداد ہندو قوم سے جدا ہو جانی چاہیئے۔ دوران تقریر میں تو کسی ہندو کو بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن رات کے گیارہ بجے ہندوؤں نے سوامی جی پر حملہ کر دیا۔ بالمیکی بھائیوں نے سوامی جی کی حفاظت کی۔ اور ہندوؤں کے حملہ کو روک دیا۔

کونسل ہاؤس۔ دہلی ۱۴ مارچ۔ اسمبلی نے آج کثرت رائے سے اس تحریک کو پاس کر دیا۔ جو کہ مسٹر [illegible] نے [illegible] محکمہ کے اندازہ جات میں دس ہزار روپیہ کی تخفیف کے لئے پیش کی تھی۔ اس تحریک کے حق میں ۴۲ ممبران تھے۔ اور مخالف ۴۴ ممبران۔ یہ تحریک اس امر پر پروٹسٹ کرنے کے لئے پاس کی گئی۔ کہ [illegible] کمیٹی کی رپورٹ کو عملی جامہ پہنانے میں دیر کی گئی ہے۔

مسٹر سکرتھ ینگ نے ہاؤس کو مطلع کیا۔ کہ حکومت ہند نے وزیر ہند کو گذشتہ جون میں اپنے نتائج کی اطلاع دے دی تھی۔ اور ابھی تک ان کو خط لکھ کے جواب کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ آپ نے ہاؤس کو یقین دلایا۔ کہ اس معاملہ کے اندر ہندوستانیوں میں اختلاف کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اور آپ نے ممبران سے درخواست کی۔ کہ وہ بے صبر نہ ہوں۔

پنجاب گورنمنٹ نے پنڈت نانک چند بیرسٹر۔ رائے بہادر لفٹنٹ دلیپ سنگھ۔ چوہدری ظفر اللہ خان۔ خان بہادر محمد امین خان۔ لفٹنٹ سردار سکندر حیات خان۔ سردار [illegible] سنگھ۔ چوہدری [illegible] کو پنجاب دیہاتی سینٹری بورڈ کا ممبر مقرر کیا ہے۔

دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریلوے بورڈ میں یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ کہ دوسرا درجہ توڑ دیا جائے۔ اور ڈیوڑھا درجہ کے کرایہ میں تخفیف کی جائے۔ اور ڈیوڑھے اور تیسرے درجہ کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ معاملہ پر اچھی طرح غور کرنے کے لئے اعداد و شمار فراہم کئے جا رہے ہیں۔ بورڈ نے معاملہ کو برائے غور ایجنٹوں کے حوالہ کیا ہے۔

ونیا۔ ۱۱ مارچ۔ ۸ مارچ کو ریاست ونیا کی قانونی کونسل کا جلسہ منعقد ہوا جس میں قانون شادی میں ایک اہم ترمیم پیش کی گئی۔ وہ یہ کہ بوڑھے مردوں کی کمسن لڑکیوں کے ساتھ شادی ممنوع اور ناجائز قرار دی جائے۔ تجویز پر گرما گرم بحث ہوئی۔ اور ریاست کی طرف سے وعدہ کیا گیا۔ کہ رائے عامہ دریافت کرنے کے بعد یہ معاملہ دوبارہ کونسل میں پیش کیا جائے گا۔

لاہور ۱۴ مارچ۔ پنجاب انڈسٹریل بنک کے ڈائرکٹر [illegible] سنگھ سین کے متعلق پاگل خانے کے ڈاکٹر نے رپورٹ کی ہے۔ کہ ملزم اب اس قابل ہے۔ کہ اس کے مقدمہ کی سماعت ہو۔

گوردوارہ میں کئی معزز آدمیوں کی دربندی کر کے ایک ہی وقت میں تلاشی کی گئی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تلاشیاں خزانہ میں غبن کے سلسلہ میں ہوئیں۔

پرنس یوسف کمال جو شاہ مصر کے بھتیجے ہیں۔ شیخ عبداللہ [illegible] کی معیت میں جمعہ کے روز قیصر ہند نامی جہاز سے بمبئی تشریف لائے۔

لاہور ۱۴ مارچ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ریلوے بورڈ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ ہر سال تین سو میل لمبی جدید لائن بنائی جائے گی۔ اور یہ سلسلہ سات سال تک جاری رہیگا۔

بھوپال ۱۵ مارچ۔ بھوپال میں تقریر کرتے ہوئے والئی ریاست نے فرمایا۔ کہ یہ ممکن ہے۔ کہ بھوپال دوبارہ کسی عورت کی حکمرانی میں آجائے۔ اور یہ عورت موجودہ نواب صاحب کی بڑی لڑکی ہو۔

بنگلور ۱۵ مارچ۔ گذشتہ ہفتہ کے دن میسور کی جمعیت مقننہ اور مجلس مقننہ کا جو انتخاب ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے انتخاب میں چار لاکھ روپیہ صرف کیا گیا ہے۔

کلکتہ ۱۴ مارچ۔ ڈسٹرکٹ ٹرافک سپرنٹنڈنٹ بی۔ این ریلوے کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ نمبر ۲ اپ کلکتہ مدراس میل بھدرک [illegible] انجن سے اس کا تصادم ہو گیا۔ ۱۴ آدمی ہلاک اور ۲۳ سخت مجروح ہوئے۔ اور ۲۵ آدمی خفیف۔

دہلی ۱۱ مارچ۔ گورنمنٹ اور غیر سرکاری ممبران کے درمیان شرح تبادلہ پر جو جھگڑا ہوا ہے۔ اس کے سلسلہ میں بہت سی حیرت انگیز باتیں روشنی میں آرہی ہیں۔ چنانچہ رائے شماری کے دن مسٹر [illegible] قدوائی سوراجسٹ ممبر کے نام ایک تار آیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے والد سخت بیمار ہیں۔ فوراً چلے آؤ۔ انہیں اس پر شبہ ہوا کہ یہ تار محض انہیں حکومت کے خلاف ووٹ دینے سے محروم کرنے کے لئے دیا گیا ہو۔ اس لئے انہوں نے اپنے والد صاحب کو تار دیکر دریافت کیا۔ تو جواب ملا کہ وہ بالکل تندرست ہیں۔ اور ان کا شبہ اس پر اسرار تار کے متعلق صحیح ثابت ہوا۔

لاہور ۱۴ مارچ۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں شیخ محمد عالم نے مصنف جات منتقلہ کے عام نظم و نسق کے [illegible] روپیہ کے مطالبہ سے ۲۷ ہزار روپیہ کم کر کے وزارتی تنخواہیں ۵ ہزار سے ۴ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کرنے کی تجویز پیش کی جس پر بڑی شد و مد سے بحث ہوئی۔ [illegible] بالآخر یہ تجویز مسترد ہو گئی۔ سوراجیوں نے تقسیم رائے کا مطالبہ بھی نہ کیا۔

ممالک غیر کی خبریں

ایتھنز ۱۱ مارچ۔ سیاسی و اقتصادی ہیجان کے باعث فضائے یونان میں زبردست کشیدگی پیدا ہو گئی ہے چنانچہ یہ کشیدگی عام ہڑتال کے اعلان پر منتج ہوئی ہے۔ بظاہر اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت کو رعایت دینے پر مجبور کیا جائے۔ حکومت نے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ہڑتال کرنے والوں کے مطالبات پر فیاضانہ طور پر غور کریگی۔ اسلئے ہڑتال بغیر ختم کر دی گئی ہے۔

لنڈن ۱۳ مارچ۔ ہندوستان کی آئینی اصلاحات کی تحقیقات کے لئے شاہی کمیشن کی تقرری کے متعلق وائٹ ہال میں طرح طرح کے خیالات دوڑائے جا رہے ہیں۔ یہ اغلب ہے۔ کہ شاہی کمیشن کا تقرر ۱۹۲۸ء سے پہلے ہی عمل میں لایا جاوے گا۔ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کے سکرٹریٹ میں مزید اصلاحات کے معاملہ کے متعلق سرگرمیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شاہی کمیشن کی رپورٹ برطانیہ کے آیندہ انتخابات سے پہلے ہی تیار ہو جائیگی۔

موسیو جارج کلاڈ نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے۔ جو سمندروں میں پانی کی حرارت کو اس حد تک جذب کر سکے۔ کہ اس کے ذریعہ سے جہاز وغیرہ چلائے جا سکیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مشین پتھر کے کوئلہ اور پیٹرول وغیرہ سے بے پروا کر دے گی۔

ناروے کے میکانکی مہندس حضر ہیر ظہن ایک اس قسم کے اختراع میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے ٹیلیفون پر بولنے والے کی تصویر بھی سننے والے تک آجائیگی۔ ناروے میں اس آلہ کی آزمائش کی گئی۔ چنانچہ اس کے ذریعہ سے سب سے پہلی تصویر شاہ ناروے کی لی گئی۔

ڈیٹرائٹ ۱۲ مارچ۔ امریکہ کے اخبار "ڈیٹرائٹ نیوز" نے روپیہ دیکر ایک مہم کا بندوبست کیا ہے۔ جو قطب شمالی پر پرواز کریگی۔ اور وہاں کے حالات معلوم کریگی۔

اخبار مارننگ پوسٹ لنڈن مورخہ ۱۷ فروری لکھتا ہے۔ کہ ہمارے پاس شریف حسین سابق ملک الحجاز کا نکوسیا (قبرص) سے ایک پیام آیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ وہ بالکل صحیح اور تندرست ہیں۔ ان کی علالت کے متعلق حال میں خبروں کی ایک ایجنسی نے جو اطلاع اخبارات کے پاس بھیجی تھی۔ وہ بالکل غلط تھی۔

رگبی ۱۵ مارچ۔ القدس میں سرکاری طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ فلسطین میں سکوں کے متعلق نئے قانون کا نفاذ ہو جائیگا۔ اسکی رو سے برطانوی پونڈ کے کئی حصہ کر کے انہیں بھی ملک میں رائج الوقت سکہ کے برابر کر دیا جائیگا۔ فلسطین کے پونڈ کو.... جو قیمت میں برطانوی پونڈ کے مساوی ہوگا۔ ایک ہزار سکوں میں تقسیم کر دیا جائیگا۔

(منشی عبدالرحمن کشمیری پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)